فضائل حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں
ہونے والا سنتوں بھرا بیان

فضائل حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُما

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ط

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ط بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

جنت کا راستہ:

شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادِری رَضَوی ضیائی دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ اپنے رسالے ضیائے دُرُود وسلام میں فرمانِ مصطفی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نقل فرماتے ہیں: "جو شخص مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنّت کا راستہ بھول گیا۔"

(مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۲۵۵، الحدیث ۱۷۳۰۷، دار الفکر بیروت)

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمّد

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! حُصولِ ثواب کی خاطر بیان سُننے سے پہلے اَچھی اَچھی نیّتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وسلَّم "نِیَّۃُ الۡمُؤۡمِنِ خَیۡرٌ مِّنۡ عَمَلِہٖ" مُسلمان کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔ (اَلمُعجَم الکبیر لِلطّبرانی ج ۶ ص ۱۸۵ حدیث ۵۹۴۲)

دو مَدَنی پھول: (۱) بِغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خَیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جِتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بیان سُننے کی نیّتیں:

* نگاہیں نیچی کیے خوب کان لگا کر بیان سُنوں گا * ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے علمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا * ضَرورتاً سمٹ سَرَک کر دوسرے کے

لیے جگہ کشادہ کروں گا * دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گا * صلُّوا عَلَی الْحبیب، اُذْکُرُوا اللّٰہ، تُوبُوْا اِلَی اللّٰہ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والوں کی دل جُوئی کیلئے بُلند آواز سے جواب دوں گا * بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مصافحہ اور انفِرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کرنے کی نیّتیں:

میں بھی نیت کرتا ہوں * اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پانے اور ثواب کمانے کے لئے بیان کروں گا * دیکھ کر بیان کروں گا * پارہ 14، سورۃُ النَّحل، آیت 125: **اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ** (ترجَمۂ کنزالایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکّی تدبیر اور اچّھی نصیحت سے) اور بُخاری شریف (حدیث 4361) میں وارِد اِس فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم: **بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً** یعنی "پہنچادو میری طرف سے اگرچِہ ایک ہی آیت ہو" میں دیئے ہوئے اَحکام کی پیروی کروں گا * نیکی کا حکم دوں گا اور بُرائی سے منع کروں گا * اَشعار پڑھتے نیز عربی، انگریزی اور مشکل الفاظ بولتے وقت دل کے اِخلاص پر توجُّہ رکھوں گا یعنی اپنی علمیّت کی دھاک بٹھانی مقصود ہوئی تو بولنے سے بچوں گا * مَدَنی قافلے، مَدَنی انعامات، نیز علاقائی دورہ، برائے نیکی کی دعوت وغیرہ کی رغبت دلاؤں گا * قہقہہ لگانے اور لگوانے سے بچوں گا * نظر کی حفاظت کا

ذہن بنانے کی خاطر حتَّی الامکان نگاہیں نیچی رکھوں گا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب!   صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کے مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج میں آپ کے سامنے حسنینِ کریمین یعنی حضرت سَیِّدُنا امام حَسَن اور سَیِّدُنا امام حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما کی سیرت سے مُتعلِّق چند مدنی پُھول پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ سب سے پہلے ایک واقعہ بیان کروں گا کہ جس میں حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ان شہزادوں سے مَحبَّت کا عِلْم ہو گا ، اس کے بعد ان کے نام مع کُنیت واَلقاب اور نام رکھنے کا واقعہ بھی سُنیں گے۔ پھر میں آپ کو حَسنینِ کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما کی شان و عظمت پر چند فرامینِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور ان کے بچپن میں حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تربیَّت کا اَنداز بھی بیان کروں گا۔ پھر دونوں شہزادوں رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما کی سَخاوت ، خَیرُ خواہیِ اُمَّت اور عِلْم وحِکمت سے مُتعلِّق واقعات بھی آپ کے گوش گُزار کرنے کے سعادت حاصل کروں گا۔ پھر آخر میں زِیارتِ قُبور کی سُنَّتیں اور آداب بھی بیان کروں گا۔ آیئے سب سے پہلے میں آپ کو بارگاہِ امام حسین، شہزادۂ کونین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں پیش کردہ ایک اِستغاثہ جو کہ امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادِری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کے مجموعۂ کلام وسائلِ بخشش صفحہ 586 تا 588 پر ہے، اس کے چند اشعار پیش کرتا ہوں، پھر حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حَسنینِ کریمین رَضِیَ اللہُ

تعَالیٰ عَنہُما سے محبّت کی ایک حسین جھلک پر مشتمل ایک پیاری پیاری روایت پیش کرتا ہوں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالیٰ علٰی محمَّد

یا شہیدِ کربلا فریاد ہے　　نورِ چشمِ فاطمہ فریاد ہے

مجھ کو دیوانہ مدینے کا بنا　　نورِ چشمِ مصطَفٰے فریاد ہے

میں نِکمّا ہوں نِکمّے کو نبھا　　کون ہے تیرے سوا فریاد ہے

نفس و شیطاں کی پکڑ میں آ گیا　　زورِ عِصیاں بڑھ چلا فریاد ہے

دے علی اصغر کا صدقہ سرورا　　پیکرِ جود و سخا فریاد ہے

یا حُسین اسلامی بہنوں کو بنا　　پیکرِ شرم و حیا فریاد ہے

چھا گئی دل پر خَزاں پیارے حُسین!　　دے بہارِ جانفِزا فریاد ہے

دین کی خدمت کا جذبہ دیجئے　　صدقہ نانا جان کا فریاد ہے

کاش! ہو جاؤں مدینے میں شہید　　آپ فرمادیں دعا فریاد ہے

حال ہے بے حال شاہِ کربلا　　آپ کے عطّارؔ کا فریاد ہے

فضائل حسنین کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُما

حضرت سَیِّدُنا ابو بُرَیْدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم ہمیں خطبہ ارشاد فرمارہے تھے، اسی دوران حضرت سیدنا امام حَسَن اور سیدنا امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُما تشریف لائے، اُنھوں نے سُرخ رنگ کی قمیصیں پہنی ہوئی تھیں اور صِغر ِسنی (بچپن) کی وجہ سے گرتے پڑتے چلے آرہے تھے، نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب انہیں دیکھا تو مِنْبر سے نیچے تشریف لے آئے، دونوں شہزادوں کو اُٹھایا اور اپنے سامنے بٹھالیا، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد سچ ہے، اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَ اَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ ؕ ترجَمۂ کنز الایمان: تمہارے مال اور تمہارے بچے جانچ ہی ہیں۔ (پ ۲۸، التغابن ۱۵) میں نے ان بچوں کو دیکھا کہ گرتے پڑتے آرہے ہیں تو مجھ سے صَبْر نہ ہو سکا، حتّٰی کہ میں نے اپنی بات کاٹ کر انہیں اُٹھالیا۔ (ترمذی، ابو داوٗد، نسائی)

اُن دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں
کیجے رضاؔ کو حشر میں خنداں مثالِ گُل

شعر کی تشریح: اس شعر میں مکے مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ و اہلِ بیت علیہم الرضوان کے سچے عاشق، اِمام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن، بارگاہِ رسالت میں عرض کر رہے ہیں کہ اے آقا! وہ حسن و حسین، حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنہیں آپ نے فرمایا کہ دونوں میرے پھول ہیں، ان کا صدقہ، ان کا واسطہ رضاؔ کو بروزِ قیامت پھول کی طرح مُسکراتا رکھیے گا۔

حکیمُ الْاُمَّت، مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: خیال رہے کہ اس موقعہ پر حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حاضرین میں سے کسی سے نہ منگایا، نہ کسی اور کی گود میں بٹھایا، بلکہ خُود مِنْبر شریف سے اُتر کر خطبہ چھوڑ کر بچوں کے پاس گئے، انہیں اُٹھا کر لائے اپنے برابر بٹھایا، یہ ہے حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی انتہائی مَحَبَّت ان دونوں سے۔ اور اس آیتِ کریمہ میں "فِتْنَۃٌ" بمعنی آفت یا مصیبت نہیں بلکہ محنت یا آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ مؤمن کو ثواب دیتا ہے۔ اور حضراتِ حسنینِ کریمین (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) کے لیے خطبہ قَطع کرنا حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خُصُوصیَّت ہے۔ نہ تو ہم کو جائز ہے کہ ہم اپنے بچوں کے لیے خُطبہ جُمعہ چھوڑیں یا توڑیں نہ حضرت علی و فاطمہ زہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو جائز تھا کہ انہیں صاحبزادوں کے لیے خُطبہ یا نماز چھوڑیں۔ (مراٰۃ المناجیح)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حدیثِ پاک میں بیان کردہ واقعے سے معلوم ہوا کہ حُضُورِ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضراتِ حسنینِ کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے کس قَدر مَحَبَّت فرماتے تھے کہ خطبہ چھوڑ کر مِنْبر شریف سے نیچے تشریف لائے اور دونوں شہزادوں کو اُٹھا کر اپنے پاس بٹھالیا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی اَحادیثِ مُبارکہ سے حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دونوں شہزادوں سے مَحَبَّت کا ثُبُوت ملتا ہے کبھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انہیں اپنے سینۂ مُبارک سے چمٹا لیتے تو کبھی بطورِ شَفْقت پیشانی کا بوسہ

لیتے۔ کبھی اپنے مُبارک کندھوں پر بٹھالیا کرتے اور فرماتے جو شخص ان دونوں سے مَحَبَّت کرتا ہے وہ میرا محبوب ہے۔ آیئے ان حضرات کی محبت کو اپنے دل میں مزید پُختَہ کرنے اور ان کی سیرت و کردار پر عمل کرنے کی نِیَّت سے ان کا ذِکرِ خیر سُنتے ہیں۔

نام و کُنْیت اور اَلقاب:

ان دونوں میں بڑے شہزادے حضرتِ سَیِّدُنا امام حَسَنِ مُجتبیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کُنیَّت "ابُو محمد" ہے۔ اور لَقَب "تَقِی و سَیِّد" جبکہ عُرف "سِبطُ رَسُولِ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" اور "سِبطِ اکبر" ہے۔ آپ کو "رَیحانَۃُ الرَّسُول" بھی کہتے ہیں۔ آپ جنَّت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وِلادتِ مُبارکہ 15 رَمضانُ الْمُبارک 3ھ کی شب میں مدینۂ طیبہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا میں ہوئی۔ حُضور سَیِّدِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کیا اور بال جُدا کیے گئے اور حکم دیا کہ بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی جائے۔ (تاریخ الخلفاء، باب الحسن بن علی بن ابی طالب، ص ۱۴۹ و روضۃ الشھداء (مترجم)، باب ششم، ج ۱، ص ۳۹۶)

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام امامُ الْانبیاء، سَیِّدُ الاَسْخیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے رکھا۔ مکمل واقعہ کچھ یوں ہے کہ حضرتِ سَیِّدَتُنا اسماء بنت عُمَیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا نے بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں حضرت سَیِّدُنا امام حَسَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وِلادت کا مُژدہ پہنچایا۔ (تو) حُضُور پُر نُور، شافعِ یومُ النُّشُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم تشریف لائے اور فرمایا کہ اسماء میرے فرزند کو لاؤ، حضرتِ اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا نے (امامِ حسن کو) ایک کپڑے میں (لپیٹ کر) حُضور سَیِّدِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر کیا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے داہنے کان میں اَذان اور بائیں میں تکبیر فرمائی اور حضرتِ سَیِّدُنا مولیٰ علیُّ الْمُرتَضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے دریافت فرمایا: تم نے اس فرزندِ اَرْجمند کا کیا نام رکھا ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری کیا مَجال کہ بے اِذْن واِجازت نام رکھنے پر سَبْقَت کرتا لیکن اب جو دریافت فرمایا ہے تو میرا خیال ہے "حَرْب" نام رکھا جائے، باقی حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مُختار ہیں۔ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا نام حَسَن رکھا۔ (سوانحِ کربلا ص ۹۲ ملخصًا) جبکہ ایک روایت میں یہ ہے کہ حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انتظار فرمایا، یہاں تک کہ حضرت سَیِّدنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام حاضر ہوئے اور اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت علی مُرتَضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں وہ قُرب حاصل ہے جو حضرت سَیِّدُنا ہارون عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو درگاہِ حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں تھا۔ مُناسب ہے کہ اس فرزندِ سَعادت مند کا نام فرزندِ حضرتِ ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے نام پر رکھا جائے۔ حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا نام دریافت فرمایا۔ عرض کی: شَبَّر، ارشاد فرمایا: اے جبریل! لُغتِ عرب میں اس کے کیا معنی ہیں، عرض کی: حَسَن، تو آپ کا نام حَسَن رکھا گیا۔ (روضۃ الشھداء (مترجم)، باب ششم، ج ۱، ص ۳۹۷-۳۹۸ ملخصاً)

آپ کے چھوٹے بھائی سَیِّدُ الشُّہداء، راکبِ دوشِ مُصطفٰے حضرتِ سَیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وِلادت 5 شعبانُ المعظم سن 4 ھ کو مدینہ مُنوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا میں ہوئی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام حُضُور پرنور، شافعِ یومُ النُّشور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے "حُسین" اور "شبیر" رکھا جبکہ آپ کی کُنیت "ابو عبد اللّٰہ" اور آپ کا لَقب بھی "سِبطُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" اور "رَیْحَانَۃُ الرَّسُوْل" ہے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے برادرِ مُعظّم کی طرح آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی جنَّتی جوانوں کے سردار ہیں۔

(اسد الغابۃ، باب الحاء والحسین، ۱۱۷۳۔ الحسین بن علی، ص ۲۵، ۲۶ ملتقطاً و سیر اعلام النبلاء، ۲۷۰۔ الحسین الشھید...الخ، ج ۴، ص ۴۰۲۔۴۰۴)

منقول ہے کہ جب حضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے ہاں امامِ عالی مقام سَیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وِلادتِ باسعادت ہوئی تو سَیِّدِ عالم، نُورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سَیِّدَتُنا فاطمۃُ الزّہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا میرے بیٹے، میرے جگر کے ٹکڑے کو میرے پاس لاؤ۔ تو امامِ عالی مقام کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں اپنی گود میں لیا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دائیں کان میں اذان کہی اور بائیں کان میں تکبیر کہی اور اپنا لعابِ اَقْدس انکے مُنہ میں ڈالا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حق میں دُعا فرمائی اور حکم دیا کہ ساتویں روز ان کا

عقیقہ کرو، اور بالوں کو اُتار کر اس کے وزن کے برابر چاندی خیرات کردو۔ چنانچہ ساتویں روز یہ عمل کیا گیا۔ (کنزالعمال، ج۸، حصہ ۱۶، ص ۲۵۲، ح ۴۵۹۹۳)

کیا بات رضاؔ اُس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

شعر کی تشریح: مکے مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ و اہلِ بیت علیہم الرضوان کے سچے عاشق، اِمام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے اس شعر کا یہ خلاصہ ہے کہ "اے رضاؔ! اُس کرم کے باغ کی کیا بات ہے کہ جس باغ میں کلی ہیں، شہزادیٔ کونین، اُمُّ الحسنین، خاتونِ جنّت، سیدہ فاطمۃ الزّہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ اور اُس کرم کے باغ کے پھول ہیں، رسولِ پاک، صاحبِ لولاک سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نواسے سید الاسخیاء اِمامِ حسن مجتبیٰ اور شہزادۂ کونین، امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اُمُّ الْمُؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں کہ نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سَیِّدُنا امام حَسَن اورامام حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی پیدائش کے ساتویں دن ان کی طرف سے دو دو بکریاں عَقیقہ میں ذَبح فرمائیں۔
(مصنف عبد الرزاق، باب العقیقہ، ۴/ ۳۳۰، حدیث: ۷۹۶۳)

عقیقہ کب کرنا چاہیے ؟:

فضائل حسنین کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے "عقیقے کے بارے میں سوال جواب" میں "فتاویٰ رضویہ" کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں: میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: عقیقہ ولادت کے ساتویں روز سُنّت ہے اور یہی اَفضل ہے، ورنہ چَودھویں، ورنہ اِکّیسویں دن۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۰ص۵۸۶)

صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ، حضرتِ علّامہ مولانا مُفتی محمد اَمجد علی اَعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: عقیقے کیلئے ساتواں دن بہتر ہے اور اگر ساتویں دن نہ کر سکیں تو جب چاہیں کر سکتے ہیں، سُنّت اَدا ہو جائے گی۔ بعض نے یہ کہا کہ ساتویں یا چودھویں یا اِکّیسویں دن یعنی سات دن کا لحاظ رکھا جائے یہ بہتر ہے اور یاد نہ رہے تو یہ کرے کہ جس دن بچّہ پیدا ہو اُس دن کو یاد رکھیں، اُس سے ایک دن پہلے والا دن جب آئے تو وہ ساتواں ہو گا، مثلاً جُمعہ کو پیدا ہوا تو جُمعرات ساتواں دن ہے اور سنیچر (یعنی ہفتے) کو پیدا ہوا تو ساتواں دن جُمعہ ہو گا پہلی صورت میں جس جمعرات کو اور دوسری صورت میں جس جُمعہ کو عقیقہ کرے گا اس میں ساتویں دن کا حساب ضَرور آئے گا۔ (بہارِ شریعت ج۳ص۳۵۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

حضراتِ حسنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما احادیث کی روشنی میں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نبیِّ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو اہلبیتِ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے بے حد مَحبَّت تھی اور ان میں سے سب سے زِیادہ محبوب ترین حضرت

سَیِّدُنا امام حسن اور سَیِّدُنا امام حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما تھے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم نے مختلف مَواقع پر ان حضرات کی شان و عظمت کو بیان فرمایا۔ آیئے "حَسنین" کے پانچ حُروف کی نسبت سے ان کی عظمت وشان پر پانچ فرامینِ مُصطفٰے سُنتے ہیں۔

1):۔ هُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا یعنی حسن و حسین (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) دُنیا میں میرے دو پُھول ہیں۔ (بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ، ۳/۴۳۴، حدیث:۵۵۳۵)

2):۔ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ یعنی حسن اور حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما جنّتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (ابن ماجه)

3):۔ امیرُالمؤمنین حضرت سَیِّدُنا عُمر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا امام حَسن اور حضرتِ سَیِّدُنا امام حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما کو پیارے آقا، میٹھے مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کندھوں پر سوار دیکھا تو کہا: آپ دونوں کی سواری کیسی شاندار ہے؟ تو شہنشاہِ اُمَم، تاجدارِ حَرَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اور سوار بھی تو کیسے لاجواب ہیں۔ (تاریخِ دمشق، ج ۱۴، ص ۱۶۲)

4):۔ مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ، یعنی جس نے ان دونوں سے مَحَبَّت کی اس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے ان سے عَداوت کی اس نے مجھ سے عَداوت کی۔ (ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ، ۱/۹۶، حدیث:۱۴۳)

5) حسن کے لیے میری ہیبت وسِیادت اور حُسین کے لیے میری جُرأت وسَخاوت ہے۔
(کنزالعمال ج۵، ص ۱۱۰)

اسی شَفقت و مَحبّت کے سبب دونوں شہزادے اکثر اَوقات رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم کے پاس رہا کرتے اورآپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم ان کے رونے کی آواز سُن کر پریشان ہوجاتے ۔ حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ ایک سفر میں نکلے، ابھی کچھ ہی راستہ طے کیا تھا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (حضرات) حَسن و حُسین (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھما) کے رونے کی آواز سنی اور دونوں اپنی والدۂ ماجدہ (سَیِّدہ فاطمۃ الزہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا) کے پاس ہی تھے، سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے رونے کی آواز سُن کر بے قرار ہوگئے اور تیزی سے ان کے پاس پہنچے اور سیدہ فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے فرمایا، میرے بیٹوں کو کیا ہوا؟ حضرت سَیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے عرض کی: انہیں سَخت پیاس لگی ہے، حُضُورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پانی لینے کے لیے مشکیزے کی طرف بڑھے مگر اس میں پانی موجود نہیں تھا۔ ان دنوں پانی کی سَخت قِلَّت اور شدید حاجت تھی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آواز دی، کیا کسی کے پاس پانی ہے؟ ہر ایک نے کجاوؤں سے لٹکتے ہوئے مشکیزوں میں پانی دیکھا مگر پانی کا ایک قَطرہ تک نہ ملا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سَیِّدَتُنا فاطمۃ الزہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے فرمایا: ایک بچہ مجھے دو، سیدہ فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے ایک بچے کو پردے کے نیچے سے دے دیا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پکڑ کر اپنے سینے سے لگالیا مگر وہ پیاس کی وجہ سے مُسلسل روتے رہے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے مُنہ میں اپنی زبان مُبارک ڈال دی وہ اسے چوسنے لگے حتّٰی کہ سیراب ہوگئے، (حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ

تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ) میں نے دوبارہ اس کے رونے کی آواز نہ سنی، جبکہ دوسرے شہزادے مُسلسل رورہے تھے، حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: دوسرے کو بھی مجھے دو، حضرت سَیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے دوسرے کو بھی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حوالے کردیا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے ساتھ بھی وہی مُعاملہ فرمایا، (یعنی اس کے مُنہ میں بھی اپنی مبارک زبان ڈال دی تو وہ بھی سیراب ہوکر خاموش ہوگئے) اس کے بعد وہ دونوں ایسے خاموش ہوگئے کہ دوبارہ ان کے رونے کی آواز نہ سنی۔

مجمع الزوائد، خصائص کبریٰ (المعجم الکبیر، ۵۰/۳، حدیث: ۲۶۵۶)

اُن دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں
کیجے رضاؔ کو حشر میں خنداں مثالِ گُل

شہزادگان کا بچپن:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ سَیِّدِ عالم، نُورِ مُجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دونوں شہزادوں سے کس قَدر مَحبت فرماتے کہ ان کے رونے کی آواز سُن کر پریشان ہوگئے اور پانی کی قِلَّت کے سبب پیاس کی شِدَّت سے بلکتے ہوئے دونوں شہزادوں کے مُنہ میں اپنی زبانِ مُبارک ڈال کر انہیں سیراب فرمادیا۔ اسی شَفْقَت ومَحَبَّت بھرے انداز سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم وقتاً فوقتاً ان کی تَربیت بھی فرمایا کرتے۔ حضرت سَیِّدُنا ابو الْحَوْرَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حَسَن بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے کہا کہ آپ کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کونسی

بات یاد ہے؟ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: مجھے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ بات یاد ہے کہ میں نے صدقہ کے کھجوروں میں سے ایک کھجور اُٹھا کر مُنہ میں ڈال لی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے مُنہ سے وہ کھجور نکالی اور اس کے جو اَجزاء میرے مُنہ میں رہ گئے تھے وہ بھی نکلوائے اور انہیں صَدقے کے کھجوروں میں واپس رکھ دیا۔ عرض کی گئی یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اگر ایک کھجور اُنہوں نے اُٹھالی تو اس میں کیا حرج ہے؟ تو میرے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہم آلِ محمد کیلئے صَدَقے کا مال حلال نہیں ہے۔ اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمایا کرتے تھے جس میں تمہیں شُبہ ہو اس کو چھوڑ کر اس کی طرف جاؤ جس میں تمہیں شُبہ نہ ہو۔ کیوں کہ سچ میں اطمینان ہوتا ہے اور جُھوٹ میں شک و شُبہ ہوتا ہے۔ (اسد الغابہ، ص ۱۶۔۱۷ مختصراً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ حدیثِ پاک میں رسولِ اکرم، نبیِ محتشم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے پیارے نواسے حضرتِ سَیِّدُنا امام حَسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کیسی پیاری تربیت فرمائی کہ صَدَقہ کی دی ہوئی کھجور ان سے واپس لے لی اور تربیت کرتے ہوئے یہ ارشاد بھی فرمادیا کہ ہم آلِ محمد کیلئے صدقے کا مال حلال نہیں ہے۔ اس روایت سے ہمیں بھی یہ مدنی پھول ملا کہ بچوں کی تربیت ابتدائی عُمر سے ہی کرنی چاہیے۔ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ والدین بچے کی تربیت کا صحیح طرح حق اَدا نہیں کرتے اور بچپن میں اچھے بُرے کی تمیز نہیں سکھاتے اور جب وہی اولاد بڑی

ہو جاتی ہے تو پھر ایسے والدین اپنی اولاد کی نافرمانی کا رونا روتے نظر آتے ہیں۔ لہٰذا ہر ماں باپ کو چاہیے کہ بچپن میں ہی اپنی اولاد کی صحیح تربیت کریں۔ بچہ سمجھ کر انہیں چُھوٹ نہ دیں، اور نہ ہی یہ کہہ کر ان کی تربیت کو نظر انداز کریں کہ ابھی تو بچہ ہے جب بڑا ہو گا تو خود سمجھ جائے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو اپنی اولاد کی صحیح اور اسلامی طریقوں کے مُطابق تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اولاد کی صحیح تربیت کرنے سے مُتعلِّق مفید معلومات کے حُصُول کیلئے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ''تربیتِ اولاد'' ہدیۃً حاصل کیجئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہم شکل:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضور نبیِّ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کے دونوں نواسے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کے مُشابہ تھے، حضرت سیِّدُنا علیُّ الْمُرتضٰی، شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: جس کی یہ خواہش ہو کہ وہ ایسی ہستی کو دیکھے جو چہرے سے گردن تک سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سب سے زیادہ مُشابہ ہو وہ حَسَن بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھ لے اور جس کی یہ خواہش ہو کہ ایسی ہستی کو دیکھے جو گردن سے ٹخنے تک رَنگ و صُورت میں نبیِّ کریم کے سب سے زیادہ مُشابہ ہو وہ حُسین بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھ لے۔''

(معجم الکبیر، الحسین بن علی بن ابی طالب، ۳/۹۵، حدیث:۲۷۶۸)

اعلیٰ حضرت مُجدّدِ دین وملّت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں:

مَعدُوم نہ تھا سایۂ شاہِ ثقلین
اس نور کی جلوہ گہ تھی ذاتِ حسنین
تمثیل نے اس سائے کے دو حصّے کیے
آدھے سے حَسَن بنے آدھے سے حُسین

شعر کی تشریح: مکے مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ واہلِ بیت علیہم الرضوان کے سچے عاشق، اِمام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی اس رُباعی کا خلاصہ یہ ہے کہ "اگرچہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جسمِ منور کا سایۂ پاک سورج کی دھوپ اور چاند کی روشنی میں زمین پر نہ پڑتا تھا، مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سایہ دار نہ تھے بلکہ آپ ایسے سایہ دار تھے کہ جب آپ کے فیض کا سایہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر پڑا تو کمر سے سر تک بڑے شہزادے سید الاسخیاء، امام حسن مُجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حبیبِ کبریا، سید الانبیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مشابے ہوگئے اور شہزادۂ کونین، امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نچلا مبارک حصہ، نانا جان، محبوبِ رحمٰن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مشابے ہو گیا اور جب دونوں شہزادوں کو اکٹھا کھڑا کیا جاتا تو پیکرِ نور، ہمارے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پوری مبارک تصویر بن جاتی"۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

حسنین کریمین کی سخاوت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضراتِ حَسنینِ کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما جہاں شکل وصُورت میں مُشابہت رکھتے تھے وہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی آغوشِ رحمت سے تربیَّت پانے کی بَرَکت سے سیرت وکردار میں بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی کیا کرتے۔ یہ میٹھے میٹھے آقا، تاجدارِ انبیاء صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فیض تھا کہ دونوں شہزادے رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما راہِ خدا میں دل کھول کر خرچ کرتے اور غریبوں اور مُحتاجوں کی حاجت روائی فرماتے۔

امام حَسَن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی جُود وسخا:

لفظِ "حسن" کے تین حُروف کی نسبت سے امامِ عالی مَقام، حضرت سَیِّدُنا امام حَسَن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سَخاوت کے تین واقعات سُنتے ہیں۔

1- منقول ہے کہ ایک مرتبہ اِمامِ عالی مقام حضرت سَیِّدُنا امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے پاس ایک شخص کی آواز سنی کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دس ہزار دِرہم کا سوال کررہا ہے۔ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ سُنتے ہی گھر تشریف لے گئے اور دس ہزار درہم اس کے پاس بھجوادیئے۔ (تاریخ دمشق ج ۱۳ ص ۲۴۵)

2-ایک شخص آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور تنگدستی کی شکایت کی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے ایک لاکھ درہم عنایت فرمادیئے۔(تاریخ دمشق ج۱۳ص ۲۴۵ ملخصًا)

3-ایک مرتبہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں ایک شخص نے اپنی تنگدستی، ناداری، فقروفاقہ کا حال بیان کیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے عامل کو بلایا اور فرمایا پچاس ہزار اشرفیاں ان کو دے دیجئے۔(طبقاتِ کبریٰ) حُجَّۃُ الْاِسْلام حضرت سَیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی اس کے بعد یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ اس شخص سے پچاس ہزار اشرفیاں اٹھائی نہ گئیں تو اس نے مزدور بلایا۔ وہ شخص جب دو مزدور لایا تو امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دونوں مزدوروں کی اجرت بھی دے دی۔ غلاموں نے عرض کی کہ حضور اب تو ہمارے پاس ایک اشرفی بھی نہیں بچی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں اجر بھی ملے گا اور زیادہ ملے گا۔ (احیاء العلوم ج۳ص۳۰۶ ملخصاً)

حسنِ مجتبیٰ سَیِّدُ الْاَسْخِیاء

راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام

شعر کی تشریح: مکے مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ واہلِ بیت علیہم الرضوان کے سچے عاشق، اِمام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے مشہورِ عالَم "سلامِ رضا" کے اس شعر کا خلاصہ یہ ہے کہ "اِمام حسن مجتبیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ سخیوں کے سردار ہیں اور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عزت والے کندھے کے سوار ہیں"۔

امام حسین رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کی فیاضی:

حضرت سَیِّدُنا داتا گنج بخش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی مشہور و معروف کتاب ''کشف المحجوب'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت سیّدنا امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ایک آدمی نے سوال کیا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ! ہمارا وظیفہ آنے والا ہے، جیسے ہی وظیفہ پہنچے گا آپ کو دے دیا جائے گا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ حضرت سَیّدنا امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف سے ایک ایک ہزار دینار کی پانچ تھیلیاں پہنچ گئیں۔ تھیلیاں پہنچانے والوں نے عرض کیا کہ حضرت سَیِّدُنا امیرِ مُعاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مَعْذرت کی ہے کہ یہ تھوڑی سی رَقُم ہے، اسے قبول فرمالیں، سیّدنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ساری رقم اس غریب آدمی کے حوالے کر دی اور اس سے مَعْذرت چاہی۔ (کشف المحجوب ص۷۷)

حضرت سَیِّدُنا عَمْرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا امامِ عالی مقام امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس ان کی اہلیہ یہ پیغام لے کر گئیں کہ "ہم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے لذیذ کھانا اور خوشبو تیار کی ہے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے ہم پلّہ دیکھیں اور انہیں ساتھ لے کر ہمارے پاس تشریف لائیں۔" حضرت سَیِّدُنا اِمامِ عالی مقام امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مسجد میں گئے اور وہاں جو مساکین و سائلین تھے انہیں لے کر گھر تشریف لے گئے۔ ہمسایہ خواتین بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اہلیہ کے پاس آگئیں اور اُن سے کہنے لگیں، "خدا کی قسم تمہارے گھر تو

مَساکین جمع ہو گئے۔" پھر حضرت سَیِّدُنا امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ اپنی اہلیہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا، "میں تمہیں اپنے اس حق کی قسم دیتا ہوں جو میرا تجھ پر ہے کہ تم کھانا اور خُوشبو بچا کر نہیں رکھو گی۔" پھر اُنہوں نے ایسے ہی کیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے مساکین کو کھانا کھلایا انہیں کپڑے پہنائے اور خوشبو لگائی۔ (حسن اخلاق 62)

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ فرماتے ہیں: اِنَّ خَیۡرَ الۡمَالِ مَا وَقِیَ الۡعِرۡضَ، بہترین مال وہی ہے کہ جو کسی کی عزت وآبرو کو محفوظ کرنے کا وسیلہ بن جائے۔ (تاریخ دمشق ج ۱۴ ص ۱۸۱)

دستگیرِ ہر دو عالم کر دیا سِبۡطین کو
اے میں قرباں جانِ جاں اَنگشت کیا لی ہاتھ میں
(حدائق بخشش)

شعر کی تشریح: مکے مدینے کے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ و اہلِ بیت علیہم الرضوان کے سچے عاشق، اِمام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے اس شعر کا خلاصہ یہ ہے کہ "اے جانِ جاں، محبوبِ رحماں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں آپ پر قربان جاؤں، آپ نے اپنے نواسوں حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی اُنگلی تو ہاتھ میں کیا لی کہ اُن کو دو جہاں کا دَست گیر یعنی ہاتھ پکڑنے والا بنا دِیا"۔

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سَیِّدُنا امام حسن اور سَیِّدُنا امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُما کی جُود و سَخاوَت کے واقعات سُن کر ہمیں بھی یہ جذبہ ملا کہ ہم بھی اپنے

حلال مال میں سے جس قدر آسانی ہو سکے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ کرتے رہا کریں۔ صدقہ دینے سے ہمارے مال میں ہر گز کمی نہیں آتی بلکہ مزید بڑھتا ہے۔ حضرت ابو کبشہ اَنماری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے نبیِّ مکرّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سُنا کہ تین باتیں وہ ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں اور (ان میں سے) ایک بات کی تمہیں خبر دیتا ہوں اسے یاد رکھو، فرمایا: کسی بندے کا مال صدقہ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔ (ضیائے صدقات ص ۱۵۳، ملخصًا) ایک اور حدیثِ پاک میں ارشاد فرمایا: نماز (ایمان کی) دلیل ہے اور روزہ (گناہوں سے) ڈھال ہے اور صدقہ کوتاہیوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسے آگ کو پانی۔ (ضیائے صدقات ص ۱۵۲) تو معلوم ہوا راہِ خُدا میں خَرْچ کرنے میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ کہ اس سے نہ صِرف اَجر و ثواب ملتا ہے بلکہ صَدقہ ہمارے کیے ہوئے گناہوں کا کفّارہ بھی بن جاتا ہے اور ہماری آخِرَت بھی سَنْور جاتی ہے۔ آپ سے بھی مدنی التجا ہے کہ اپنے صدقات، مدنی عطیات دعوتِ اسلامی کو دے کر نیکی کے کاموں کو بڑھایئے اور دونوں جہانوں کی بھلائیاں حاصل کیجئے۔ راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فَضائل و دیگر اَہم معلومات حاصل کرنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ”فضائلِ صدقات“ کا مطالعہ بے حد مفید ثابت ہو گا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

حسنینِ کریمین اور دلجوئی:

فضائلِ حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے مُعاشرے میں جو شَخصِیَّت جس قَدَر بلند مرتبے کی حامل ہوتی ہے وہ عاجِزی واِنکساری اور مِلَنْساری جیسی عظیم صِفات سے عُموماً عاری ہوتی ہے۔ مگر قربان جایئے! حضراتِ حَسنینِ کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما کے کہ دونوں شہزادوں میں یہ صِفات بھی بدرَجہ اَتَمّ موجود تھیں۔ آج اگر کوئی اِس فانی دنیا کے کسی مَنْصَب پر فائز ہوجائے یا اُسے کوئی بڑا عُہدہ مل جائے تو اُس کے اُٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے کا انداز بدل جاتا ہے، وہ غریبوں مُحتاجوں سے ملنا، اُن کے دُکھ سُکھ میں ساتھ دینا تو دُور کی بات اُنہیں دیکھنا تک پسند نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کو حضراتِ حَسنینِ کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما کی سیرت پر عمل کرنا چاہیے۔

حضرت سیّدُنا امامِ حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک مرتبہ تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں چند غریب لوگ کھانا کھارہے تھے اُنہوں نے جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھا تو دوڑتے ہوئے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حُضُور آیئے اور ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمایئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اُسی وقت اُن غُرَباء کے حَلْقہ میں جا بیٹھے اور اُن کے ساتھ کھانا تَناوُل فرمایا۔ اور فرمایا کہ مجھے کھانے کی حاجت تو نہیں تھی لیکن تمہاری خوشی کی خاطر چند لقمے کھالیتا ہوں۔

(تاریخ دمشق، ج۱۴، ص۱۸۱)

اِسی طَرَح ایک مرتبہ حضرتِ سیّدُنا امامِ حَسَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا کچھ ایسے مَساکین پر سے گُزر ہوا جو راستے میں بیٹھے لوگوں سے سُوال کررہے تھے اور زمین پر بِکھرے

ہوئے روٹی کے بچے کھچے ٹکڑے کھا رہے تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُنہیں سَلام کیا، اُنھوں نے سلام کا جواب دینے کے بعد عرض کی: اے نواسۂ رسول! تشریف لائیے اور ہمارے ساتھ کھانا تَنَاوُل فرمائیے! جب اُنہوں نے کھانے کی دعوت دی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ بڑائی چاہنے والوں کو پسند نہیں فرماتا" پھر آپ سُواری سے نیچے تشریف لائے اور اُن کے ساتھ کھانا تَنَاوُل فرمایا۔ جاتے ہوئے اُنہیں سلام کیا اور فرمایا: میں نے تمھاری دَعوت قَبُول کی، تم بھی میری دعوت قَبُول کرو۔ اُنھوں نے عرض کی: حُضُور! جیسے آپ فرمائیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُن سے ایک مُعَیَّن وقت طے کر لیا، جب وہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آئے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُنہیں عُمدہ کھانا کھلایا اور خود بھی اُن کے ساتھ کھانا تناوُل فرمایا۔ (احیاء العلوم، ۲ / ۲۳۲)

جس نے راہِ خدا میں کٹایا گلا   جس نے سر کی ہے اَقلیمِ صبر و رضا
جس کا مقتل بنی وادیِ کربلا   اُس شہیدِ بلا شاہِ گلگوں قُبا
بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

سبحان اللہ عزوجل! قربان جائیے امامِ حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان پر کہ جنہوں نے راہِ خدا میں گلا کٹوایا، جنہوں نے صبر و رِضا کی منزل پائی، جو وادیٔ کربلا میں شہید کیے گئے، اُس امام عالی مقام پر لاکھوں سلام ہوں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حسنینِ کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان کے قربان کہ یہ دیکھتے ہوئے بھی کہ دعوت کرنے والے خود مِسْکِین و مَفْلُوکُ الْحَال (مُفْلِس) ہیں

اور کھانے کے بچے کھچے ٹکڑے چُن چُن کے کھا رہے ہیں، مگر اُن کی خوشی کی خاطر دونوں شہزادوں نے دعوت قبول فرمائی اور اُن کے ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی تناوُل فرمایا۔ اِس سے ہمیں بھی یہ مَدَنی پھول ملا کہ جب بھی کسی کی دل جُوئی کرنے مثلاً مُحتاج کی مَدد کرنے، غَمْگُساری کرنے، بیمار کی عِیادَت کرنے، تَعْزِیَت کرنے، کسی کی دعوت قبول کرنے الغرض جب بھی اِس طرح کے مَواقع ملیں تو اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ مسلمان کا دل خوش کرکے ثوابِ عظیم کا حقدار بننا چاہیے، اِس ضِمن میں دو فرامینِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سنئے:

(1) بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں فرائض کے بعد سب سے زیادہ پسندیدہ عمل یہ ہے کہ مسلمان کو خوش کرے۔ (المعجم الکبیر، ج ۱۱، ص ۵۹، حدیث ۱۱۰۷۹)

(2) جس نے میرے بعد کسی مسلمان کا دل خُوش کِیا اُس نے مجھے میری قبرِ اَنْور میں خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا، اللہ تعالیٰ اُسے قِیامت کے دن خوشی عطا فرمائے گا۔" (کنز العمال، کتاب الزکوۃ، ج ۶، ص ۱۸۴، رقم الحدیث: ۱۶۴۰۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارا پیارا مذہب دینِ اسلام ہمیں مسلمان بھائی کا دل خوش کرنے اور اُس کے ساتھ اچھا سُلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور اُس کی دل آزاری وایذا رسانی سے مَنْع کرتا ہے۔ مگر شیطان لعین ہرگز نہیں چاہتا کہ ہم اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر جنّت کے حقدار بنیں بلکہ وہ بدبَخْت اِیذائے مُسلِم جیسے حرام اور جہنّم میں لے جانے والے کاموں میں مُبْتلا کر دیتا ہے۔ یاد رکھئے! مسلمان مسلمان کا خَیْر خَواہ ہوتا

ہے اگر کبھی شیطان کے بہکاوے میں آکر غلطی ہو جائے اور کسی کو ہماری طرف سے تکلیف پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر فَوراً اپنے مسلمان بھائی سے سچّے دل سے مُعافی مانگ لینی چاہیے۔ ہر گز ہر گز سُستی و شَرم سے کام نہیں لینا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا میں ہماری شَرم کل بروزِ قیامت ساری مخلوق کے سامنے شَرمِندگی اور رُسوائی کا سَبَب بنے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

حسنینِ کریمین کا علم و فضل:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سَیِّدُنا امام حَسَن اور سَیِّدُنا امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھما نے چونکہ مَدِیْنَۃُ الْعِلْم نبیِّ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم اور بابِ مَدِیْنَۃُ الْعِلْم امیرُالمؤمنین حضرتِ سیّدُنا مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی زیرِ نگرانی پَرْوَرِش پائی، تو اِن دونوں مُعَظَّم ہستیوں کے فیضانِ تَرْبِیَت کی برکت سے دونوں شہزادے بھی عِلم و فَضْل میں مُمتاز و نُمایاں مَقام رکھتے ہیں۔ آیئے دونوں کے عِلمی مقام و مرتبے کے بارے میں سنتے ہیں۔ حضرت سَیِّدُنا امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عُمر بھر احادیثِ مُبارکہ سیکھنے اور اِنکی اِشاعت و تَرْوِیج میں کوشاں رہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے براہِ راست تاجدارِ مدینہ، سُرورِ قَلْب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے احادیث سنیں، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عِلاوہ اپنے والد حضرتِ علی، بھائی امامِ حُسین اور دیگر اکابر صحابہ سے احادیث روایت کیں۔ اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی اور اپنے بھائی کی اَوْلاد کو حُصُولِ تَعلیم کے بارے میں بڑی تاکید کرتے، ایک بار اِرشاد فرمایا: علم حاصل کرو! آج

تو تم قوم میں سب سے چھوٹے ہو۔ لیکن کل تم اِن کے بڑے بنو گے۔ اور تم میں سے جس میں یاد رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ لکھ لیا کرے۔ (تاریخ دمشق، ج ۱۳، ص ۲۵۹)

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عِلْم و فَضْل کا اندازہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اِن جوابات سے لگایا جاسکتا ہے جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے امیرُ المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا مولیٰ علی مُشکل کُشا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے پوچھے۔ آیئے اِن حضرات کی عِلْم و حِکمت سے بھرپور گفتگو سے چند مدنی پھول سنتے ہیں، چنانچہ حضرتِ مَولیٰ علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اِسْتِفْسار فرمایا: میرے بیٹے بتاؤ! راست رَوِی (یعنی سچائی و دِیانتداری) کیا ہے؟

☆... عرض کی: راست رَوِی بھلائی کے ذریعے بُرائی کو دُور کرنے کا نام ہے۔

☆... پھر اِسْتِفْسار فرمایا: عزّت و بلندیِ مرتبہ کس چیز میں ہے؟

☆... عرض کی: رِشتہ داروں اور قبیلہ والوں کے ساتھ بھلائی و تعاوُن کرنے میں۔

☆... اِسْتِفْسار کیا: شَفْقَت و مہربانی کس میں ہے؟

☆... عرض کی: قَنَاعت اِخْتیار کرنے اور کسی کو حقیر و ذلیل نہ جاننے میں۔

☆... اِسْتِفْسار کیا: مَلامت کیا ہے؟

☆... عرض کی: خود کو محفوظ رکھنا اور دوسرے کو ذلیل و رُسوا کرنا۔

☆... اِسْتِفْسار فرمایا: سَخاوت کیا ہے؟

☆... عرض کی: تنگدستی اور خوش حالی میں خرچ کرنا۔

☆... اِسْتِفْسار فرمایا: بُزدِلی کیا ہے؟

☆... عرض کی: دوست پر جُرأت مندی کا مُظاہَرہ کرنا اور دشمن سے بھاگنا۔

☆... اِستِفسار فرمایا: حِلم (بُردباری) کیا ہے؟

☆... عرض کی: غُصّہ پی جانا اور نَفس کو قابو میں رکھنا۔

☆... اِستِفسار فرمایا: فَقر کیا ہے؟

☆... عرض کیا: نَفس کا ہر چیز کے مُعاملے میں حَرِیص ہونا۔

☆... اِستِفسار فرمایا: ذِلَّت کس چیز میں ہے؟

☆... عرض کی: سچائی کا سامنا کرتے وقت گھبرا جانے میں۔

☆... اِستِفسار فرمایا: بُزُرگی کیا ہے؟

☆... عرض کی: نقصان کرنے والے کو کچھ عَطا کرنا اور قُصُوروار کو مُعاف کر دینا۔

☆... اِستِفسار فرمایا: محرومی کیا ہے؟

☆... عرض کی: حصّہ ملنے پر انکار کر دینا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۶۸۸، ج۳، ص۶۸۔ملتقطاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرتِ سیِّدُنا امامِ حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اِن جوابات سے ہمیں علم و حِکمت کے بہت سے مدنی پھول حاصل ہوئے۔ جو جوابات سیِّدُنا امامِ حسن مُجتبیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دیئے ہمارے مُعاشرے میں اِن کے برخِلاف ہو رہا ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: بھلائی کے ذریعے برائی کو دور کرنا یہ راست رَوِی ہے جبکہ ہمارا مَعمُول ہے کہ اگر کوئی ہمارے ساتھ بُرا سُلوک کرے تو ہم بھی اُس

کا جواب بُرائی سے دیتے ہیں، بعض اَوقات حد سے بھی تجاوُز کر جاتے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بتایا کہ عزّت وبلندی رشتہ داروں اور قبیلہ والوں کے ساتھ بھلائی وتعاوُن کرنے میں ہے جبکہ ہم اپنے رشتہ داروں سے قَطعِ رَحمی کرتے ہیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فرمان کے مطابق شَفقت و مہربانی، قناعت اختیار کرنے اور کسی کو حقیر وذلیل نہ سمجھنے کا نام ہے لیکن افسوس! کہ دوسرے کو ذلیل ورُسوا کرنا گویا کہ ہم اپنا حق سمجھتے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اِرشاد کے مطابق سخاوت یہ ہے کہ تنگدستی اور خوش حالی دونوں حالتوں میں (مال راہِ خدا میں) خرچ کرنا، جبکہ ہم خوش حالی میں ہی راہِ خدا میں اپنا مال خرچ کر دیں تو بھی غَنیمَت ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بتایا کہ حِلم یہ ہے کہ غصّہ کو پی جانا اور نفس کو قابو میں رکھنا، جبکہ ہم غصّے کی حالت میں نجانے کیا کیا کام کر گزرتے ہیں پھر جب غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے تو سِوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آتا، اِسی طرح اپنے نفس پر قابو پانا تو دَرکِنار بلکہ ہم تو خود نفس کی خواہشات کو پورا کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ نقصان کرنے والے کو کچھ عطا کرنا اور غَلَطی کرنے والے کو مُعاف کردینا یہ بُزُرگوں کا شِیوَہ ہے جبکہ ہم اِس کے بالکل برخِلاف کرتے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی اپنی بری عادتوں کو ختم کرکے اچھی اچھی عادتیں اپنانی چاہئیں کیونکہ فَرد سے مُعاشرہ بنتا ہے اگر ہم اپنی عادات واَطوار میں سُدھار پیدا کرنے میں کامیاب ہوگئے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارا مُعاشرہ بھی اچھا ہوجائے گا۔

اپنے آپ کو کیسے سُدھارا جائے؟ شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادِری رَضَوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ "**میں سدھرنا چاہتا ہوں**" مکتبۃ المدینہ سے ہدیۃً حاصل کیجئے اور توجہ کے ساتھ اوّل تا آخر مطالعہ کیجئے، ان شاء اللہ عزوجل، اپنے آپ کو سُدھارنے کے حوالے سے قیمتی مدنی پھول چُننے کو ملیں گے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

امام حسین کا علم:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ابھی ہم نے حضرت سَیِّدُنا امام حَسَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فرامینِ مبارکہ سے علم و حِکمت کے بہت سے مَدَنی پھول چننے کی سعادت حاصل کی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے چھوٹے بھائی حضرت سیّدُنا امامِ حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی میدانِ علم میں یگانۂ روزگار (بے مثل) تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی شہرِ علم جنابِ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دروازۂ شہرِ علم امیرُ المؤمنین حضرتِ سیّدُنا مَولٰی علی مشکل کُشا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے علمِ دین کا بیش بہا خزانہ پایا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی علم سے بھرپور گُفتگو ایسی دلکش ہوا کرتی تھی کہ لوگوں کی یہ خواہش ہوتی کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خاموش نہ بیٹھیں بلکہ عِلم و حِکمت کے مَدَنی پھول لُٹاتے ہی رہیں۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے جدِ کریم، مومنوں کیلئے رؤف و رحیم، شفیعُ الْمُذْنِبِیْن

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اوراپنے والدِ محترم، والدۂ مُحترمہ اورامیرُالمؤمنین حضرتِ سیّدُنا عمرِ فاروق عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان سے احادیث سُنیں اور رِوَایت کیں۔ اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے رِوَایت کرنے میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے بھائی امام حسن، آپ کے شہزادے امام زینُ العابدین، آپ کی صاحبزادیاں، پوتے امام باقر عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان سمیت دیگر عُلماء و مُحدِّثِین شامل ہیں۔

(الاصابہ، ج ۲، ص ۶۸)

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کا مُستقل علمی حلقہ مسجدِ نبوی زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّتَعۡظِیۡماً میں لگا ہوتا جس میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ لوگوں کو فقہی مسائل سے آگاہ فرماتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے اس عِلمی حلقے کی شُہرت اتنی تھی کہ ایک بار حضرتِ سَیِّدُنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے کسی نے امام حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے مُتعلّق پوچھا، تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے فرمایا: مسجدِ نبوی شریف میں چلے جاؤ اور جس حلقے میں لوگ یوں مؤدّب بیٹھے ہوں گویا اُن کے سروں پر پرندے ہوں تو جان لینا کہ یہی حضرتِ امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی مَجلس ہے۔ (تاریخ دمشق، ج ۱۴، ص ۱۸۱)

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مدنی قافلے میں سفر کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی اپنے اَسلافِ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام کی

زندگی پر عمل کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ علمِ دین حاصل کرکے دوسروں تک پہنچانا چاہیے اور حُصُولِ علمِ دین کا کوئی بھی موقع ہر گز ہر گز ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ یاد رکھئے! اللہ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی جن لوگوں پر اپنی خُصُوصی نظرِ کَرَم فرماتا ہے دین کی سُوجھ بُوجھ بھی اُنہی بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ

نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ یعنی جس شخص سے اللہ عَزَّوَجَلَّ بھلائی کا اِرادہ فرماتا ہے اُسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ (بخاری، کتابُ العلم باب من یرد اللہ بہ خیرا...الخ، ۱/۴۲، حدیث:۷۱) بلا شبہ وہ لوگ تو عظیم ہیں ہی جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے علم کی دولت عطا فرمائی مگر وہ لوگ بھی خوش قسمت ہیں جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عِلم سیکھنے کا مَوْقع اور جذبہ فَراہم کیا اور وہ اس مَوْقع سے پورا پورا فائدہ اُٹھاتے ہوئے علمِ دین کے حصول میں مگن رہتے ہیں۔ علمِ دین سیکھنے کا ذوق رکھنے والوں، اِس کی طَلب میں گھر سے نکلنے والوں نیز اِسے سیکھ کر علمِ دین کی روشنیاں بِکھیرنے والوں کو مُبارک ہو کہ اِن خوش نصیبوں کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ جنّت کا راستہ آسان فرمادیتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَعصوم فِرِشتے اِن کے لئے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور کائنات کی ہر ہر چیز اِن کی بخشش کے لئے مصروفِ دُعا ہو جاتی ہے۔ حصولِ علم کا ایک ذریعہ عاشقانِ رسول کے ساتھ مَدَنی قافلے میں سفر کرنا بھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مَدَنی قافِلوں میں سفر کی بَرَکت سے اپنی اِصلاح کے ساتھ ساتھ غُسل وطہارت، نماز وروزہ سے مُتَعَلِّق ضروری مسائل سیکھنے کا موقع بھی ملتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہر ماہ

تین دن کے مَدَنی قافلے میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سفر کی سعادت عطا فرمائے۔

اٰمِیۡن بِجَاہِ النَّبِیِّ الۡاَمِیۡن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا خلاصہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کے بیان میں ہم نے حضرتِ سیِّدُنا امامِ حسن اور حضرت سیِّدُنا امامِ حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا کی شان و عَظَمَت سے مُتَعَلِّق سننے کی سَعادت حاصل کی۔ اِن حضرات کی سیرتِ مبارکہ میں ہمارے لیے بھی تربِیَت کے بے شُمار مَدَنی پھول ہیں۔ سب سے پہلے ہم نے حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حسنینِ کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھما سے مَحَبَّت کا واقعہ اور مُفتی احمد یار خان عَلَیۡہِ رَحمَۃُ الۡحَنَّان کی بیان کردہ شَرح سنی جس سے معلوم ہوا کہ دورانِ خُطبہ منبر شریف سے اُٹھ کر دونوں شہزادوں کو اُٹھانے کے لیے آنا یہ حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خاصِیَّت تھی آپ کے علاوہ خُطبے کے دوران کسی اور کو اس کی اِجازت نہیں۔ اس کے بعد دونوں شہزادوں کے نام و کُنْیَت مَعَ اَلقاب ہم نے سماعَت کیے اور ضِمناً عقیقے سے مُتَعَلِّق یہ بھی معلوم ہوا کہ وِلادت کے ساتویں روز عقیقہ کرنا سنّت اور افضل ہے۔ عقیقے سے مُتَعَلِّق مزید معلومات کے لئے شیخِ طریقت، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار

قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ ’’عقیقے کے بارے میں سوال جواب‘‘ مکتبۃ المدینہ سے ہدیۃً حاصل کرنے کی نِیَّت فرمالیجئے۔ اس کے بعد ہم نے دونوں شہزادوں کی عَظَمَت پر چند احادیثِ مُبارکہ سن کر ان کے بلند و بالا مقام کو جانا اور حُضُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اُن سے مَحَبَّت بھرا انداز بھی مُلاحَظہ فرمایا۔ ہمیں بھی حضراتِ حسنینِ کریمین، جمیع اہلِ بیت اَطہار سمیت جملہ صحابہ کِرام رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے نہ صرف خود مَحَبَّت کرنی چاہیے بلکہ اپنی اَوْلاد کو بھی اُن کی مَحَبَّت اور سیرت پر چلتے ہوئے زندگی گزارنے کی تعلیم دینی چاہیے۔ اس کے بعد ہم نے یہ بھی سُنا کہ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بچپن میں تَرْبِیَت فرماتے ہوئے حضرت سَیِّدُنا امامِ حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا کہ صَدَقہ ہمارے لیے حَلال نہیں، اِس سے ہمیں بھی یہ درس ملا کہ اَوْلاد کی تَرْبِیَت کے لیے ضروری نہیں کہ جب وہ خوب سمجھ دار ہو جائے اور ہمارے ہاتھوں سے نکل کر مُعاشرے کی برائیوں میں مبتلا ہو جائے تو تب ہم اُس کی اِصلاح کی کوشش کریں۔ بعض اَوْقات بچّہ سمجھ کر اُس کی غَلط باتوں کو بھی نَظر اَنداز کر دیا جاتا ہے جو بعد میں اُس کی عادت بن جاتی ہے اور والدین کی پریشانی کا سَبَب بنتی ہے لہٰذا والدین کو چاہیے کہ اپنی اَوْلاد کو ابتدائی عمر ہی سے اچھے بُرے، حلال و حرام کی تمیز سکھائیں۔

دورانِ بیان ہم نے حسنینِ کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی شانِ سخاوت سے مُتَعَلِّق واقعات بھی سُنے کہ دونوں شہزادے کس قدر سَخی تھے کہ غریبوں اور ناداروں کی دل کھول کر

مدد فرمایا کرتے تھے۔اس کے علاوہ دونوں شہزادوں کی مبارک زندگی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قدر بلند مرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود لوگوں کا دل خوش کرنے کی خاطر انتہائی خَستہ حال لوگوں کی دعوت قُبول فرما کر اُن کے ساتھ کھانا بھی تناوُل فرماتے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ صرف امیروں کی ہی دعوتوں میں شریک ہونے کے بجائے غریب وخَستہ حال مسلمان بھائیوں کی حَوصلہ اَفزائی اور دل جُوئی کی خاطر کھلے دل سے اُن کی بھی دعوت قبول کریں۔اِس کے بعد میں نے آپ کے سامنے حسنینِ کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما کا علمی مقام بھی بیان کیا کہ دونوں مبارک شہزادے علم کے مَوجیں مارتے ایسے سمُنْدر تھے کہ جس کا کوئی کنارہ نہ تھا اور کثیر لوگ اُن حضرات سے اِستِفادہ کرتے تھے۔اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ ہمیں بھی اُن کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم

جس کو جُھولا فرِشتے جُھلاتے رہے　　لوریاں دے کے نوری سُلاتے رہے
جس کو کندھوں پہ آقا بِٹھاتے رہے　　جس پہ سفّاک خنجر چلاتے رہے
اُس شہیدوں کے افسر پہ لاکھوں سلام
اُس حسین ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جو جوانانِ جنّت کا سردار ہے　　جس کا نانا دو عالَم کا سردار ہے
جو سراپائے محبوبِ غفّار ہے　　جس کا سر دشت میں زیرِ تلوار ہے

اُس صداقت کے پیکر پہ لاکھوں سلام

اُس حسین ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام

بارہ مدنی کام کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم بھی اُن حضرات کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے علمِ دین حاصل کرنا، نیکیاں کرنا، گناہوں سے بچنا، فکرِ آخرت کے لیے کُڑھنا، خوفِ خدا و عشقِ مصطفی میں زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر نیکی کے کاموں میں ترقی کے لیے ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں۔ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں سے ہفتہ وار ایک مدنی کام "علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت" بھی ہے۔اور نیکی کی دعوت دینا تو ایسا اہم فریضہ ہے کہ تمام ہی انبیائے کرام علیھم الصلوۃ والسلام اور خود سیّدُ الانبیاء، محبوبِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھی اسی مقصد کیلئے دنیا میں بھیجا گیا، انہوں نے مختلف مشکلات و تکالیف برداشت کرنے کے بعد اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کے اِس عظیم فریضے کو بَحُسن وخوبی سر انجام دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول ہمیں بھی اِسی عظیم مقصد کو پورا کرنے کیلئے ہر ہفتے "علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت" میں شرکت کرنے کی ترغیب دلاتا ہے آپ بھی وقت نکال کر اِس عظیم مدنی کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے۔ آیئے اس ضمن میں ایک مدنی بہار سنتے ہیں۔

ویران مسجد کیسے آباد ہوئی؟

روجھان مزاری (ضلع راجن پور، پنجاب، پاکستان) کے اسلامی بھائی کے تحریری بیان کا خلاصہ ہے: کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ کچھ اسلامی بھائی کوٹ مٹھن سے ہمارے علاقے میں نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے تشریف لائے۔ علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت کے دوران اُن کا گزر ہمارے محلہ شیخاں سے ہوا۔ یہاں اُن کی نظر ایک ایسی مسجد پر پڑی جس پر تالے پڑے ہوئے تھے۔ وہ عاشقانِ رسول امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کُڑھن ”مسجد آباد کرو“ اورآپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے فرمان ”مسجد بھرو تحریک جاری رہے گی“ کے شیدائی تھے لہٰذا اہلِ محلّہ کے ساتھ مل کر ہاتھوں ہاتھ اس کے تالے توڑے، اس کی صفائی ستھرائی کا اہتمام کیا اور لوگوں کو نماز پڑھنے اور مسجد آباد رکھنے کا ذہن دے کر وہاں سے تشریف لے گئے۔ اُن اسلامی بھائیوں کی دین سے محبت اور نماز سے اُلفت کے سبب مسجد کی رونقیں بحال ہوگئیں مگر افسوس! یہ رونقیں دیرپا ثابت نہ ہو سکیں۔ رفتہ رفتہ نمازی کم ہوتے گئے اور مسجد میں پھر سے ویرانی کے بادل مَنڈلانے لگے۔ دین کا درد رکھنے والے اسلامی بھائیوں کی جانب سے ایک مرتبہ پھر اس کی رعنائیوں کو بحال کرنے کی کوشش کی گئی مگر وہ بھی کارآمد ثابت نہ ہو سکی۔

تیسری مرتبہ کوٹ مٹھن سے پھر اسلامی بھائیوں کا ایک مدنی قافلہ اسی محلّہ میں تشریف لایا اوران کی نگاہوں میں بھی مسجد کا یہ دل خراش منظر آیا۔ اُن نیک سیرت

اسلامی بھائیوں سے مسجد کی ویرانی کا یہ دل سوز منظر دیکھا نہ گیا۔ بے ساختہ اُن کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔ اُنہوں نے اس کی رونقوں کو بحال کرنے کا عزم بالجزم کیا اور وہاں دل و جان کے ساتھ مدنی کام کا آغاز کر دیا۔ نیکی کی دعوت کے ذریعے اُن عاشقانِ رسول نے لوگوں کو نماز کی اہمیت اور مسجد آباد کرنے کی فضیلت سے آگاہ کیا اور علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت کے ذریعے لوگوں کو مسجد میں لانے، درسِ فیضانِ سنّت میں شرکت کروانے کا سلسلہ شروع کیا۔ اُن اسلامی بھائیوں کے اخلاص کی بدولت مسجد نمازیوں سے آباد ہونے لگی۔ مسجد میں فیضانِ سنّت کا درس ہونے لگا۔ مدرسۃ المدینہ بالغان کے قیام کے ذریعے دُرست مخارج کے ساتھ قرآن شریف پڑھانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ نمازیوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی اور پھر وہ دن بھی آیا کہ جس مسجد میں پانچ وقت دور کی بات ایک وقت کی بھی نماز نہ ہوتی تھی آج اس میں جمعہ کی نماز ہونے لگی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کو عروج عطا فرمائے اور بانیٔ دعوتِ اسلامی کا سایہ تادیر قائم فرمائے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اِختتام کی طرف لاتے ہوئے سنّت کی فضیلت اور چند سنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصِل کرتا ہوں۔

تاجدارِ رسالت، شَہَنشاہِ نُبُوَّت، مصطفٰے جانِ رَحمت، شَمعِ بزمِ ہدایت، نَوشَۂ بزمِ جنت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس نے میری سنت سے مَحَبَّت کی

اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا ۔(اِبنِ عَساکِرج ۹ ص ۳۴۳)

سینہ تری سنّت کا مدینہ بنے آقا
جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

"قبور کی زیارت سنَّت ہے" کے سولہ حُرُوف کی نسبت سے قبرِستان کی حاضِری کے 16 مَدَنی پھول:

*نبیِّ کریم ، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظیم ہے: میں نے تمہیں زیارتِ قُبُور سے منع کیا تھا، لیکن اب تم قبروں کی زِیارت کرو کیونکہ یہ دُنیا میں بے رغبتی کا سبب اور آخِرت کی یاد دلاتی ہے۔(اِبن ماجہ ج ۲ ص ۲۵۲ حدیث ۱۵۷۱)
*قبورِ مسلمین کی زیارت سنّت اور مزاراتِ اولیاءِ کرام و شُہداءِ عُظام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کی حاضری سعادت بَر سعادت اور انہیں ایصالِ ثواب مَندُوب (یعنی پسندیدہ) و ثواب۔
(فتاوٰی رضویہ مخرّجہ ج۹ص ۵۳۲) * (ولیُّ اللہ کے مزار شریف یا) کسی بھی مسلمان کی قبرُ کی زیارت کو جانا چاہے تو مُستحَب یہ ہے کہ پہلے اپنے مکان پر (غیر مکروہ وقت میں) دورَکعت نَفل پڑھے، ہر رَکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور تین بار سورۃ الاخلاص پڑھے اور اس نماز کا ثواب صاحبِ قبرُ کو پہنچائے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس فوت

شدہ بندے کی قَبْر میں نور پیدا کرے گا اور اِس (ثواب پہنچانے والے) شخص کو بَہُت زیادہ ثواب عطا فرمائے گا۔ (عالمگیری ج۵ ص۳۵۰) *مزار شریف یا قَبْر کی زیارت کیلئے جاتے ہوئے راستے میں فُضُول باتوں میں مشغول نہ ہو۔ (ایضاً) *قَبْر کو بوسہ نہ دیں، نہ قَبْر پر ہاتھ لگائیں۔ (فتاوٰی رضویہ مخرّجہ ج ۹ ص ۵۲۲، ۵۲۶) بلکہ قَبْر سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو جائیں۔ *قَبْر کو سجدۂ تعظیمی کرنا حرام ہے اور اگر عبادت کی نیّت ہو تو کفر ہے۔ (ماخوذ از فتاوٰی رضویہ ج ۲۲ ص ۴۲۳) *قبرِستان میں اُس عام راستے سے جائیے، جہاں ماضی میں کبھی بھی مسلمانوں کی قبریں نہ تھیں، جو راستہ نیا بنا ہوا ہو اُس پر نہ چلے "رَدُّالمُحتار" میں ہے: (قبرِستان میں قبریں پاٹ کر) جو نیا راستہ نکالا گیا ہو اُس پر چلنا حرام ہے۔ (رَدُّالمُحتار ج ۱ ص ۶۱۲) بلکہ نئے راستے کا صِرف گمان ہو تب بھی اُس پر چلنا ناجائز و گناہ ہے۔ (دُرِّ مُختار ج۳ ص ۱۸۳) *کئی مزاراتِ اولیاء پر دیکھا گیا ہے کہ زائرین کی سَہولت کی خاطر مسلمانوں کی قبریں مِسمار (یعنی توڑ پھوڑ) کر کے فرش بنا دیا جاتا ہے، ایسے فرش پر لیٹنا، چلنا، کھڑا ہونا، تِلاوت اور ذِکر و اَذکار کیلئے بیٹھنا وغیرہ حرام ہے، دُور ہی سے فاتحہ پڑھ لیجئے۔ *زیارتِ قبر میّت کے مُواجَہَہ میں (یعنی چِہرے کے سامنے) کھڑے ہو کر ہو اور اس (یعنی قبر والے) کی پائنتی (پا۔اِن۔تی یعنی قدموں) کی طرف سے جائے کہ اس کی نگاہ کے سامنے ہو، سرہانے سے نہ آئے کہ اُسے سر اُٹھا کر دیکھنا پڑے۔ (فتاوٰی رضویہ مخرّجہ ج ۹ ص ۵۳۲) * قبرستان میں اِس طرح کھڑے ہوں کہ قبلے کی طرف پیٹھ اور قبر والوں کے چہروں کی طرف منہ ہو اِس کے بعد کہئے: اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ

لَنَا وَلَکُمۡ اَنۡتُمۡ لَنَا سَلَفٌ وَّنَحۡنُ بِالۡاَثَر ۔ ترجمہ: اے قبر والو! تم پر سلام ہو، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم سے پہلے آ گئے اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۰) *جو قبرستان میں داخل ہو کر یہ کہے: اَللّٰھُمَّ رَبَّ الۡاَجۡسَادِ الۡبَالِیَۃِ وَالۡعِظَامِ النَّخِرَۃِ الَّتِیۡ خَرَجَتۡ مِنَ الدُّنۡیَا وَھِیَ بِكَ مُؤۡمِنَۃٌ اَدۡخِلۡ عَلَیۡھَا رَوۡحًا مِّنۡ عِنۡدِكَ وَسَلَامًا مِّنِّیۡ ترجمہ: اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! (اے) گل جانے والے جسموں اور بوسیدہ ہڈّیوں کے رب! جو دنیا سے ایمان کی حالت میں رخصت ہوئے تو ان پر اپنی رحمت اور میرا سلام پہنچا دے۔ تو حضرتِ سیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے لے کر اس وقت تک جتنے مؤمن فوت ہوئے سب اُس (یعنی دُعا پڑھنے والے) کے لیے دعائے مغفرت کریں گے۔ (مُصَنَّف ابن اَبی شَیبہ، ج ۸ ص ۲۵۷) *شفیعِ مجرمان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ شفاعت نشان ہے: جو شخص قبرستان میں داخِل ہُوا پھر اُس نے سُوۡرَۃُ الۡفَاتِحہ، سُوۡرَۃُ الۡاِخۡلَاص اور سُوۡرَۃُ التَّکَاثُر پڑھی پھر یہ دُعا مانگی: یا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے جو کچھ قرآن پڑھا اُس کا ثواب اِس قبرستان کے مومن مردوں اور مومِن عورتوں کو پہنچا۔ تو وہ تمام مؤمِن قِیامت کے روز اس (یعنی ایصالِ ثواب کرنے والے) کے سِفارشی ہونگے۔ (شَرحُ الصُّدُور ص ۳۱۱) *حدیثِ پاک میں ہے: ''جو گیارہ بار سُوۡرَۃُ الۡاِخۡلَاص یعنی قُلۡ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ (مکمّل سورۃ) پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو پہنچائے، تو مُردوں کی گِنتی کے برابر اسے (یعنی ایصالِ ثواب کرنے والے کو) ثواب ملے

گا‘‘۔(دُرِّ مُختار ج۳ ص ۱۸۳) * قَبْر کے اوپر "اگر بتّی" نہ جلائی جائے اس میں سُوئے ادب (یعنی بے ادبی) اور بد فالی ہے۔(اور اس سے میِّت کو تکلیف ہوتی ہے) ہاں اگر (حاضِرین کو) خوشبو(پہنچانے) کے لیے (لگانا چاہیں تو) قَبْر کے پاس خالی جگہ ہو وہاں لگائیں کہ خوشبو پہنچانا مَحْبوب (یعنی پسندیدہ) ہے۔(مُلَخَّص از فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج ۹ ص ۴۸۲، ۵۲۵) * اعلیٰ حضرت رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں: صحیح مسلم شریف میں حضرت عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ، انہوں نے دمِ مرگ (یعنی بوقتِ وفات) اپنے فرزند سے فرمایا:’’جب میں مر جاؤں تو میرے ساتھ نہ کوئی نَوحہ کرنے والی جائے نہ آگ جائے‘‘(مُسلِم ص ۷۵ حدیث ۱۹۲) * قَبْر پر چَراغ یا موم بتّی وغیرہ نہ رکھے کہ یہ آگ ہے، اور قَبْر پر آگ رکھنے سے میِّت کو اَذِیَّت (یعنی تکلیف) ہوتی ہے، ہاں رات میں راہ چلنے والوں کے لیے روشنی مقصود ہو، تو قبر کی ایک جانب خالی زمین پر موم بتّی یا چَراغ رکھ سکتے ہیں۔

ہزاروں سنتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ دو کتب (۱) 312 صفحات پر مشتمل کتاب ’’بہارِ شریعت‘‘ حصہ 16 اور (۲) 120 صفحات کی کتاب ’’سنتیں اور آداب‘‘ ہدیۃً حاصل کیجئے اور پڑھئے۔ سُنّتوں کی تربیّت کا ایک بہترین ذَرِیعہ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافلوں میں عاشِقانِ رسول کے ساتھ سُنّتوں بھرا سفر بھی ہے۔

گر مدینے کا غم چاہیئے چشمِ نم　　　لینے یہ نعمتیں قافلے میں چلو

ربّ کے دَر پر جُھکیں اِلتجائیں کریں　　　بابِ رحمت کُھلیں قافلے میں چلو

دِل کی کالک دُھلے دردِ عصیاں ٹلے　　　آؤ سب چل پڑیں قافلے میں چلو